ذلت آمیز قرض۔۔۔ ہتک آمیز شرائط

تحریر: سہیل احمد لون

دوسری جنگ عظیم میں جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرا کر نیست و نابوت کرنے کے بعد امریکی صدر نے ایک ذلت آمیز صلح نامہ شاہ جاپان کے سامنے رکھا گیا۔شاہ نے صلح نامہ بغور پڑھا اور اس میں سے ایک شق کاٹ دی۔امریکی صدر نے کہا کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کے دو شہروں پر ایٹم بم گرادیئے گئے ہیں آپ صلح میں بھی اپنی شرائط رکھ رہے ہیں۔شاہ جاپان نے جواب دیا ''میں نے کوئی شرط نہیں رکھی صرف آپ کی ایک ایسی شرط صلح نامے سے خارج کی ہے جس کو تسلیم کرکے ہم ویسے ہی مر جائیں گے تو کیوں نہ آپ کے ساتھ لڑ کر باوقار طریقے سے موت کو گلے لگالیا جائے۔''شرط یہ تھی کہ جاپانیوں کا نظام تعلیم اور نصاب بھی امریکی طے کریں گے جس کو ماننے سے شکست خوددار شاہ نے بھی انکار کردیا۔شاہ کا کہنا تھا کہ ''ہم اپنا نظام تعلیم اور نصاب نظام کسی غیر قوم کے حوالے کسی صورت نہیں کرسکتے''اور پھر اقوام عالم نے دیکھا کہ اسی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کی بدولت امریکہ کو معاشی میدان میں ایسی شکست دی کہ دنیا حیران رہ گئی۔فاتح امریکہ کی سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں سے لیکر امریکی بچوں کے کھلونوں تک امریکہ نے جاپان سے درآمد کیے۔جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریوں کے باوجود اپنی معاشی حالت سنوارنے میں جاپانیوں نے ایک قوم بن کر اتنی محنت کی کہ آج سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے دور میں جاپان اور ٹیکنالوجی میں ایسا تعلق نظر آتا ہے جو قلب و نبض میں ہوتا ہے۔قدرتی آفات میں بھی جاپان نے کسی قسم کی بیرونی امداد لینے سے انکار کرکے خودی اور خود انحصاری پر یقین رکھنے والی قوم ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔جاپان کی طرح جرمنی بھی جنگ عظیم کے دوران کھنڈرات میں بدل گیا تھا۔مگر وہاں کی عوام نے ''قوم'' بن کر چار دہائیوں میں جرمنی کی معاشی حالت کو اتنا مضبوط بنا دیا اس کا شمار دنیا کے مضبوط معاشی نظام والے ممالک میں ہونے لگا۔آسٹریا سے آکر جرمن قوم پر مسلط ہونے والے ہٹلر کے بعد جرمن لوگ اس قدر قوم پرست ہوگئے کہ انہوں نے اپنے قوانین میں ایسی تبدیلیاں کیں کہ آئندہ کوئی ''غیر جرمن'' ان پر مسلط نہ ہوسکے۔کسی بھی حساس ادارے میں کلیدی عہدے یا کسی خاص آسامی پر تعینات ہونے کے لیے خالصتاً ''جرمن'' ہونا بنیادی شرط قرار دیا گیا۔اگر کسی کے ماں باپ میں سے ایک بھی خالص جرمن نہ ہو تو اس کو کسی حساس ادارے کا خاص عہدہ نہیں دیا جاتا۔معمولی سے معمولی آسامی کو پر کرتے وقت بھی سب سے پہلے جرمن کو ترجیح دی جاتی ہے۔اس آسامی کے لیے اگر جرمن باشندہ میسر نہ ہو تو یورپی یونین کے باشندوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔اگر یورپی باشندہ بھی نہ ملے تو جرمنی میں آباد وہ لوگ جن کے پاس وہاں رہنے اور کام کرنے کا قانونی حق ہے ان کو موقع دیا جاتا ہے۔اس وجہ سے جرمنی کو متعصب اور قوم پرست ہونے کا طعنہ بھی دیا جاتا ہے۔مگر ان کا ہر قانون اور اصول اپنے ملکی مفاد کی خاطر ہے۔جاپان اور جرمنی تباہ برباد ہوکر بھی آج دنیا میں معاشی طور پر مستحکم ممالک کی فہرست میں ہیں جس کی بنیادی وجہ ان کی ملک سے وفادار ہونا ہے۔اپنے گھر کے معاملات خود حل کرنا ان کے خون میں شامل ہو چکا ہے۔الزام لگانا تو دور کی بات اگر ان کی قوم کو کوئی برا بھلا کہے تو عام شہری بھی اس کا دفاع

کرتے نظر آتے ہیں۔ آیئے اب اس وطنِ عزیز کی حالتِ زار بھی دیکھ لیں جس کا حصول قربانیوں کی انگنت داستانیں سناتے ہمارے باپ اور نصاب تھکتے نہیں ہیں۔ ہمارے ساتھ المیہ یہ ہے کہ جب تک ہم ایک قوم تھے تو ہمارے پاس اپنا ملک نہیں تھا، جب اپنا ملک نصیب ہوا تو ہم ''قوم'' نہ رہے۔ جن کے تسلط سے آزاد ہونے کے لیے ہمارے بڑوں نے آزادی کی تحریکوں میں جانی و مالی قربانیاں دے کر آزاد ملک کی تعبیر حاصل کی تھی۔ آج ہمارے نظر نہ آنے والے قائدین ان خارجی اور سامراجی قوتوں کو ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ کیا خودی اور خود انحصاری چھوڑ کر ہم ایک قوم بن سکتے ہیں؟ ملک سے وفاداری ایک ایسا مرض ہے اگر یہ ملک کے سربراہ کو لاحق ہو جائے تو اس کا وائرس ایسے پھیلتا ہے کہ اس سے کوئی شہری نہیں بچ سکتا۔ جس ملک میں یہ وبا پھیل جائے تو اس پر کسی ڈرون کا سپرے تو کیا بارش بھی کر دی جائے تو اس کا اثر نہیں ہوتا۔ مگر ہمارے سربراہان کو اپنے آپ پر، ملکی وسائل اور اداروں پر اتنا بھروسہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ داخلی معاملات خارجی قوتوں سے حل کروانے کے عادی ہو چکے ہیں۔ پتھر کی مورتیوں کو پوجنے والے کافر بھی کسی کو اقتدار سے گرانے یا اقتدار کو بچانے کے لیے کسی زندہ شخص کو بھگوان بنا کر نہیں پوجتے۔ یہ ایک تلخ حقیقت اور کڑوا سچ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بہت سے سیاسی پنڈت اقتدار میں آنے کے لیے، کسی کو اقتدار سے محروم کرنے کے لیے یا اقتدار بچانے کے لیے جیتے جاگتے انسانوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لیے اکثر لندن، واشنگٹن، جدہ کی ''سیاسی یاترا'' پر بمعہ اہل وعیال و دوست احباب آتے رہتے ہیں۔ کچھ تو ان کا آشیرباد لینے کے لیے معصوم جانوں کا نذرانہ دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی تکمیل کے لیے سیاسی یاترا کے بعد عوام سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ حالانکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں ان کی منافقت کا پول بھی جلد کھل جاتا ہے مگر پھر بھی کسی کو ندامت نہیں ہوتی۔ تحریک انصاف ڈرون بند کروانے کے لیے دھرنا دے رہی ہے، نیٹو سپلائی بند کروانے کی کوشش میں ہے حالانکہ یہ بات کھلی حقیقت ہے کہ ان کے اس اقدام سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جب تک وفاقی حکومت اور جی ایچ کیو نہ چاہے۔ ڈرون حملوں کے خلاف تحریک انصاف نے کم سے کم آواز اٹھانے کی جرات تو کی، ماضی میں بھی وزیرستان تک مارچ کرنے کی کوشش کی گئی، جمائمہ خان نے ڈرون حملوں کے خلاف دستاویزی فلم بنا کر اپنا حصہ ڈال دیا۔ اگر یہی فلم بھارتی پلیٹ فارم سے بنائی گئی ہوتی جس میں بھارتی ایجنڈا پروموٹ کرنا مقصود ہوتا تو آج تک وہ فلم ہٹ ہو چکی ہوتی۔ تحریک انصاف نے ڈرون کے خلاف رپورٹ درج کروائی ہے، انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس نے اس کی اجازت دی، جس کی منشاء پر یہ ہو رہا ہے، جس کی زمین سے ڈرون اڑ رہے ہیں، ان تمام کے خلاف بھی ایف آئی آر درج ہوتی۔ طالبان سے مذاکرات کرنے کی بات تو کی جاتی ہے مگر کن شرائط پر بات چیت ہوگی؟ طالبان کی شرائط تو واضح ہیں تو کیا ان کی کسی شق کی خارج کرنے کی ہمت کی جائے گی؟ ڈرون حملے رکوانے کے لیے نیٹو سپلائی بند کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے مگر جب جی ایچ کیو والوں کا اپنا ارادہ تھا تو نیٹو سپلائی روک لی گئی مگر کن شرائط پر کھولی گئی؟ کیا امریکہ بہادر کی کسی شرط کو خارج کرنے کا کہا گیا؟ اقتدار میں لانے کی شرائط میں شاید ایک شق یہ بھی تھی کہ آپ ''ہمارے'' وفادار رہو گے۔ ڈرون حملوں پر احتجاج اور مذمت کا تسلسل ویسا ہی رہے گا جیسا تم سے پہلی حکومتوں نے رکھا ہے۔ کبھی وقت تھا کہ لوگ ٹماٹر اور انڈے مار کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے مگر آج کے دور میں یہ چیزیں عوام کی قوتِ خرید سے دور ہیں۔ کھانے کو روٹی اور پینے کو صاف پانی نہیں، مگر بھوک ننگ میں

ہم کوڈرون میں خود کفالت کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔ کشکول توڑنے کا نعرہ لگانے والوں نے عوام کو یہ بھی نہ بتایا کہ کن شرائط پر آئی ایم ایف سے قرضہ لیا گیا؟ سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگانے والے نے بھی امریکہ بہادر کی تمام شرائط خندہ پیشانی سے قبول فرمائیں۔ شکست خوردہ شاہ جاپان نے بدترین حالات میں بھی صلح نامے کی تمام شرائط ماننے سے انکار کر دیا۔ ہمارے قومی رہنما اتنی جرات کا مظاہرہ بھی نہیں کر سکتے کہ کسی شرط کو ماننے سے انکار نہیں کر سکتے تو کم از کم عوام کو ہی اعتماد میں لے لیا کریں۔ آخر کب تک منافقانہ پالیسی سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہیں گے؟ کہ اب تو وقت بھی بہت کم باقی رہ گیا ہے لیکن ہم کچھ بھی نہ سمجھنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

25-11-2013.